تدوین حدیث

مولانا عبدالبر بن حقیق اللہ سنابلی مدنی
عمید جامعہ اسلامیہ سنابل

کلام الٰہی قرآن مجید کے بعد سنت رسول شریعت کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔ اسلامی شریعت کے مصدر اوّل قرآن مجید کا صحیح فہم حدیث رسول پر موقوف ہے۔ اگر کوئی شخص حدیث رسول سے کنارہ کش ہوکر فہم قرآن کی سعی کرتا ہے تو وہ خود گمراہ ہوگا اور دوسروں کی گمراہی کا سبب بنے گا۔ ایوب بن ابی تمیمہ السختیانی نے فرمایا تھا:

إذا حدثت الرجل بالسنة فقال دعنا من هذا وحدثنا بالقرآن فاعلم أنه ضال مضل. (الكفاية للخطيب البغدادى ص ١٦)

''جب تم کسی شخص سے حدیث بیان کرو تو وہ کہے اسے چھوڑو اور قرآن بیان کرو تو سمجھ لو کہ وہ خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔''

اسی طرح حسن بصری نے صحابی رسول عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ ایک بار وہ بیٹھے ہوئے تھے، ان کے تلامذہ بھی ان کے ساتھ تھے۔ مجلس میں سے ایک شخص نے کہا:

لا تحدثونا إلا بالقرآن.

''قرآن کے علاوہ اور کچھ بیان نہ کیجئے۔''

صحابی رسول نے کہا: قریب آجاؤ۔ وہ شخص قریب آیا تو اس سے مخاطب ہوکر کہا:

أرأيت لو وكلت أنت وأصحابک إلى القرآن أكنت تجد فيه صلاة الظهر أربعاً وصلاة العصر أربعاً والمغرب ثلاثا تقرأ فى اثنتين، أرأيت لو وكلت أنت وأصحابک إلى القرآن أكنت تجد الطواف سبعاً، والطواف بالصفا والمروة.

''تم ہی خود بتاؤ اگر تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو قرآن کے سپرد کردیا جائے کیا تمہیں قرآن میں ملے گا کہ صلاۃ ظہر چار رکعت ہے، صلاۃ عصر چار رکعت ہے، صلاۃ مغرب تین رکعت ہے، ان میں سے دو میں قرأت (جہری) ہوتی ہے؟ تم ہی بتاؤ اگر تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو قرآن کے سپرد کردیا جائے کیا تمہیں اس میں ملے گا کہ خانہ کعبہ اور صفا و مروہ کا طواف سات چکر کریں گے؟''

پھر فرمایا:

أى قوم خذوعنا فإنكم والله ان لا تفعلوا لتضلّن.

(الكفاية للخطيب ص ١٥ جامع بيان العلم وفضله لابن عبدالبر ١٩١/٢)

''اے لوگو! ہم سے علم حاصل کرلو اگر تم ایسا نہ کروگے تو گمراہ ہوجاؤ گے۔''

قرآن کی منمانی تشریح کرنے والوں کی راہ میں احادیث رسول سب سے اہم روڑہ رہی ہیں۔ اعدائے اسلام خواہ وہ زمانہ قدیم کے زنادقہ ہوں یا عصر حدیث کے مستشرقین حدیث رسول ان کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتی رہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ تدوین حدیث کا موضوع ہمیشہ سے علماء و محققین کی توجہ کا مرکز رہا ہے، کیونکہ سنت سے استدلال اس امر پر موقوف ہے کہ حدیث رسول اپنی اصلی شکل میں ہمارے درمیان محفوظ ہے یا نہیں، لہٰذا ہر دور میں سنت کے مخالفین نے تدوین کے راستہ سے سنت کی حجیت میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

زیر نظر تحریر میں تاریخی شواہد کی روشنی میں یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہمارے اسلاف کی جدوجہد کے نتیجہ میں سنت رسول اپنی اصلی شکل میں موجود ہے، نیز تدوین حدیث کے تدریجی مراحل اور اس سلسلہ میں ہوئی نوع بہ نوع کوششوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

تدوین کی تعریف:

اسلاف کے چند نصوص کا سہارا لے کر بعض لوگوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ سنت کی تدوین اور اسے تحریری شکل میں لانے کا کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو سال یا ڈیڑھ سو سال بعد انجام پایا جو بداہۃً غلط ہے، اس مسئلہ کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے ہمیں تین اصطلاحات کے معانی کو جاننا ہوگا:

۱-کتابت، ۲-تدوین، ۳-تصنیف۔

کتابت کے معنی لکھنے کے ہوتے ہیں۔ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں، کتب الشیء أی خطه.

جبکہ تدوین کا معنی ہے دیوان تیار کرنا اور دیوان یہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں: مجتمع الصحف والدفتر الذی یکتب فیه أسماء الجیش وأهل العطاء. مختلف صحیفوں کا مجموعہ اور وہ رجسٹر جس میں فوج اور اصحاب عطیات کے نام درج کیے جاتے ہیں۔ (لسان العرب) اور تصنیف کہتے ہیں:

تمییز الأشیاء بعضها عن بعض. (لسان العرب)

''مختلف اشیاء کو جدا جدا کرنا۔''

یعنی کتابت حدیث کا معنی ہے حدیث کو لکھنا، تحریر میں لانا۔ تدوین حدیث کا مفہوم ہے: مختلف مقامات سے احادیث کو ایک کتاب میں یکجا کرنا۔ جبکہ تصنیف کا مطلب ہے احادیث کو کسی خاص ترتیب پر مرتب کرنا۔ گرچہ توسعاً ان تینوں امور کو تدوین کا نام دیا جاتا ہے۔ ان الفاظ کے صحیح مدلولات ذہن میں نہ ہونے کی وجہ سے جب ہمارے سامنے اس طرح کے نصوص آتے ہیں: امام زہری فرماتے ہیں:

لم یدون هذا العلم أحد قبل تدوینی.

(الرسالة المستطرفة للکتانی ص ۴)

''علم حدیث کو مجھ سے پہلے کسی نے مدون نہیں کیا۔''

عبدالرزاق صنعانی فرماتے ہیں:

أول من صنف الکتب ابن جریج.

(شرح علل الترمذی لابن رجب ۱/۱۱۷)

''سب سے پہلے کتابیں ابن جریج نے تصنیف کیں۔''

تو ہم پس وپیش میں پڑ جاتے ہیں اور اعدائے اسلام کے پروپیگنڈوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حدیث وسنت کی تعریف:

سنت کے لغوی معنی راستہ اور طریقہ کے ہیں اور حدیث لغت میں گفتگو کو کہا جاتا ہے اور محدثین کی اصطلاح میں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول اقوال وافعال وتقریرات اسی طرح آپ کے جسمانی واخلاقی اوصاف واحوال زندگی کو حدیث یا سنت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (السنة ومکانتها فی التشریع الإسلامی ص ۶۵)

سنت رسول کی حیثیت:

سنت رسول قرآن مجید کا شرح وبیان اور اس کے مجمل احکام کی شارح ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ○ (النحل: ۴۴)

''یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور وفکر کریں۔''

چنانچہ حکم الٰہی ''أقیموا الصلوٰة'' کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوات ادا کیں تو صحابۂ کرام کو یہ حکم دیا:

''صلوا کما رأیتمونی أصلی'' (بخاری کتاب الأذان باب الأذان للمسافرین حدیث ۶۳۱)

''جس طرح مجھے صلاۃ ادا کرتے دیکھا ہے اسی طرح تم بھی صلاۃ ادا کرو۔''

اور پھر صحابۂ کرام نے صلاۃ نبوی کی ایک ایک جزئیات کو امت تک نقل کیا جو آج احادیث نبویہ کی زینت ہیں۔

اور ''وآتوا الزکاة'' اور ''خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَکِّیْهِمْ بِهَا'' (التوبة: ۱۰۳) (آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جس کے ذریعہ سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں۔) کا مجمل حکم قرآن مجید میں نازل ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اموال میں زکوٰۃ کے نصاب اور زکوٰۃ کی مقدار کی تفصیلات صحابۂ کرام کو بتائیں جو ذخیرۂ حدیث میں موجود ہیں۔

اسی طرح وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلاً (آل عمران: ۹۷) (اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پاسکتے ہوں اس گھر کا حج فرض کردیا ہے۔) کا حکم نازل ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام کے ہمراہ جاکر خانہ کعبہ کا حج کیا اور ارشاد فرمایا:

خذوا عني مناسككم. (السنن الكبرى للبيهقي ۹۷۱۶)

''تم اپنے مناسک حج مجھ سے سیکھ لو۔''

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

لتأخذوا مناسككم فإني لا أدري لعلي لا أحج بعد حجتي هذه. (صحيح مسلم كتاب الحج باب استحباب رمي الجمرة يوم النحر راكباً (۱۲۹۷)

''اپنے مناسک حج تم سیکھ لو مجھے نہیں معلوم شاید میں اس حج کے بعد کوئی اور حج نہ کرسکوں۔''

قرآن مجید کی شرح کے علاوہ احادیث رسول میں مستقل احکام موجود ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے۔ ارشاد رسول ہے:

ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه... ألا وإن ما حرم رسول الله كما حرم الله. (ابوداؤد كتاب السنة باب في لزوم السنة ۴۶۰۴، ترمذی كتاب العلم باب ما نهى عنه أن يقال عند حديث رسول الله ﷺ ۲۶۶۴)

''سنو مجھے قرآن دیا گیا اور اسی کے برابر اور بھی... سنو جس چیز کو اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ کی حرام کردہ چیز ہے۔''

اور خواہ قرآن مجید کی شرح ہو یا حدیث رسول میں وارد مستقل احکام یہ سب من جانب اللہ وحی ہوا کرتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى○

(النجم: ۳-۴)

''اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔''

نیز ارشاد ربانی ہے:

فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ○ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ○

(القيامة: ۱۸-۱۹)

''ہم جب اسے پڑھ لیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں پھر اس کا واضح کردینا ہمارے ذمہ ہے۔''

اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مواقع پر صحابہ کرام کے مشورہ اور اپنے اجتہاد سے کوئی کام کیا یا کوئی حکم صادر فرمایا تو اسے بھی تائید ربانی حاصل ہے، کیونکہ اگر کوئی کام منشائے الٰہی کے خلاف ہوا تو اس پر فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ ہوئی، جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے بارے میں فیصلہ اور عبداللہ بن ابی ابن سلول پر صلاۃ جنازہ کی ادائیگی کے واقعات مشہور ہیں۔

سنت کی اہمیت:

جیسا کہ عرض کیا گیا حدیث شریعت اسلامیہ کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے۔ قرآن مجید کی بے شمار آیات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو واجب وضروری اور نجات اخروی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور آپ کی مخالفت ونافرمانی کو ایمان کے لیے سم قاتل گردانا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا.

(الحشر: ۷)

''اور تمہیں جو کچھ رسول دیں لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔''

وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ○

(ال عمران: ۱۳۲)

''اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

مَّنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ. (النساء: ۸۰)

''اور رسول کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کی۔''

قُلْ إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ. (ال عمران: ۳۱)

''کہہ دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔''

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَجِيبُواْ لِلّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ. (الأنفال: ۲۴)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کے کہنے کو بجا لاؤ جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔''

فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماًo (النساء: ۶۵)

''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرماں برداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌo (النور: ۶۳)

''سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناًo (الأحزاب: ۳۶)

''اور کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا۔''

اسی طرح خود احادیث رسول میں سنت نبوی کے اتباع کو لازم اور ضروری قرار دیا گیا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: كل أمتي يدخلون الجنة إلا من أبى. قالوا: يا رسول الله ومن أبى؟ قال: من أطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد أبى. (بخاری: كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ ۷۲۸۰)

''میری امت کا ہر فرد جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول انکار کرنے والے سے کون مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہی انکار کرنے والا ہے۔''

عن كثير ابن عبدالله بن عمرو بن عوف عن أبيه عن جده أن رسول الله ﷺ قال: تركت فيكم أمرين لن تضلوا ماتمسكتم بهما كتاب الله وسنتي. (جامع بيان العلم ۲/۲۴، الحاكم: ۳۱۸ وأشار إلى صحته)

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک انھیں مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہ ہوگے: ایک اللہ کی کتاب، دوسرے اپنی سنت۔''

وعن المقدام بن معدی كرب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ألا إني أوتيت القرآن ومثله معه ألا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه ألا وإن ما حرم رسول الله كما حرم الله. (ابوداؤد: كتاب السنة باب لزوم السنة ۴۶۰۴، ترمذي: كتاب العلم باب ما نهى عنه أن يقال عند حديث رسول الله ﷺ ۲۶۶۴ وقال حسن غريب من هذا الوجه)

''سنو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اسی کے برابر اور بھی۔ سنو! بعید نہیں کہ کوئی شخص شکم سیر ہو، اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہو اور یہ کہے: تم اس قرآن کو لازم پکڑو اور اس میں جو حلال پاؤ اسی کو حلال سمجھو اور اس میں جو حرام پاؤ اسی کو حرام سمجھو، خبردار رسول کی حرام کردہ اشیاء کا حکم بھی وہی ہے جو اللہ کی حرام کردہ اشیاء کا ہے۔''

تحفظ سنت کے لیے اسلاف کی مساعی:

سنت رسول کی اسی اہمیت کے پیش نظر صحابۂ کرام، تابعین اور دیگر ائمہ و محدثین نے سنت کی حفاظت کے لیے وہ کوششیں کیں جنھیں دیکھ کر آج بھی اہل علم و تحقیق انگشت بدنداں ہیں۔

اقوام عالم کی تاریخ پر نگاہ ڈال لیں، کوئی بھی قوم اپنے نبی کے اقوال و افعال کی حفاظت کے لیے امت محمدیہ کی جہود و

کاوشوں کا عشر عشیر کیا ادنیٰ شائبہ بھی پیش نہیں کر سکتی۔

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نقل الثقة عن الثقة يبلغ به النبی ﷺ مع الاتصال خصّ الله به المسلمين دون سائر الملل وأما مع الإرسال والإعضال فيوجد فی كثير من اليهود ولكن لايقربون من موسی قربنا من محمد ﷺ بل يقفون بحيث يكون بينهم وبين موسی أكثر من ثلاثين عصراً وإنما يبلغون إلی شمعون ونحوه.

قال: وأما النصاری فليس عندهم من صفة هذا النقل إلا تحريم الطلاق فقط، وأما النقل بالطريق المشتملة علی كذاب ومجهول العين فكثير فی نقل اليهود والنصاری.

قال: وأما أقوال الصحابة والتابعين فلا يمكن اليهود أن يبلغوا إلی صاحب نبی أصلاً ولا إلی تابع له ولايمكن النصاری أن يصلوا إلی أعلی من شمعون وبولص. (تدريب الراوی ۲/۶۰۴-۶۰۵)

’’متصل سند کے ساتھ ثقہ کا ثقہ سے نقل کرنا یہاں تک سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جائے یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے صرف مسلمانوں کو عطا فرمائی، دیگر کسی قوم کو عطا نہیں ہوئی۔ مرسل اور معضل سند کے ساتھ یہودیوں کے یہاں بہت کچھ مل جائے گا، لیکن وہ موسیٰ علیہ السلام کے قریب اس طرح نہیں پہنچ سکتے جس طرح ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے ہیں بلکہ درمیان میں ہی ان کا سلسلۂ سند رک جاتا ہے بایں طور کہ ان کے اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تیس عصور کا فاصلہ ہوتا ہے، بس وہ شمعون جیسے لوگوں تک پہنچتے ہیں۔

مزید لکھتے ہیں: اور نصاریٰ کے یہاں اس طرح کا نقل صرف تحریم طلاق کے مسئلہ میں ہے، البتہ ایسی سندوں سے منقول چیزیں جن میں کذاب اور مجہول العین راوی موجود ہوں تو اس طرح کے منقولات یہود ونصاریٰ کے یہاں بہت مل جائیں گے۔

مزید لکھتے ہیں: اور صحابہ وتابعین کے اقوال کا جہاں تک مسئلہ ہے تو یہود کسی نبی کے صحابی تک قطعی طور پر پہنچ ہی نہیں سکتے اور نہ ہی تابعی تک اور نصاریٰ بھی شمعون اور بولص سے آگے نہیں جاسکتے۔‘‘

تدوین حدیث کے اس عظیم الشان کارنامہ کے پس پشت شریعت کے وہ نصوص بھی کارفرما ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح وہ احادیث نبویہ بھی جن میں آپ نے حفظ حدیث اور اسے آئندہ نسلوں تک منتقل کرنے کی تلقین کی تھی۔ ارشاد نبوی ہے:

نضر الله امرءاً سمع منا حديثاً فحفظه حتی يبلغه فرب حامل فقه إلی من هو أفقه منه، ورب حامل فقه ليس بفقيه. وفی رواية: سمع منا شيئا فبلغه كما سمع. (ابو داؤد: كتاب العلم باب فضل نشر العلم ۳۶۶۰، ترمذی كتاب العلم باب ماجاء فی الحث علی تبليغ السماع ۲۶۵۶)

’’اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو تروتازہ رکھے جس نے مجھ سے کوئی حدیث سنی اسے یاد کیا تاکہ اسے نقل کرسکے، بہت سے حاملین فقہ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے سے بڑے فقیہ کو فقہ کی بات نقل کرتے ہیں اور بعض حاملین فقہ فقیہ نہیں ہوا کرتے۔‘‘

فتح مکہ کے موقع سے آپ نے اپنے خطاب کے بعد فرمایا تھا:

وليبلغ الشاهد الغائب. (بخاری: كتاب العلم باب ليبلغ العلم الشاهد الغائب ۱۰۴)

’’جو لوگ موجود ہیں وہ غیر موجود لوگوں تک پہنچادیں۔‘‘

اور حجۃ الوداع کے موقع سے بھی اعلان کیا تھا:

فليبلغ الشاهد الغائب فإن الشاهد عسی أن يبلغ من هو أوعی له منه. (بخاری: كتاب العلم باب قول النبی ﷺ رب مبلغ أوعی من سامع ۶۷)

’’موجود لوگ غیر موجود لوگوں تک پہنچادیں ہوسکتا ہے موجود لوگ ایسے لوگوں تک پہنچائیں جو اسے زیادہ سمجھ سکیں اور محفوظ رکھ سکیں۔‘‘

اسی طرح قبیلہ عبدالقیس کے وفد سے فرمایا تھا:

احفظوهن وأخبروا بهن من وراءكم. (بخاری: كتاب الإيمان باب أداء الخمس من الإيمان ۵۳)

’’ان چیزوں کو اچھی طرح یاد کرلو اور جنھیں تم چھوڑ کر آئے ہو انھیں اس کی خبر دو۔‘‘

تحفظ سنت میں صحابۂ کرام کی مساعی:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین کے مطابق عہد نبوی سے ہی سنت رسول کی حفاظت کے کام کا آغاز صحابۂ کرام نے کیا اور اس کے لیے مختلف اسلوب اپنائے:

۱- کچھ صحابۂ کرام تو وہ تھے جنھوں نے اپنے آپ کو دنیا کے علائق سے الگ کرکے تحصیل علم و حفظ حدیث کے لیے خاص کر رکھا تھا، جیسا کہ اصحاب صفہ کے بارے میں آتا ہے جن میں بطور خاص ابوہریرہ، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، حذیفہ بن یمان، عبداللہ بن مسعود اور ابوسعید خدری وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے نام قابل ذکر ہیں، چنانچہ احادیث نبوی کا ایک ذخیرہ انھیں صحابۂ کرام کے واسطہ سے امت تک پہنچا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خود فرماتے تھے:

إن اخواننا من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالأسواق وإن إخواننا من الأنصار كان يشغلهم العمل في أموالهم، وإن أباهريرة كان يلزم رسول الله صلى الله عليه وسلم لشبع بطنه ويحضر مالا يحضرون ويحفظ مالايحفظون، وفي لفظ: وكنت امرءاً مسكينا من مساكين الصفة أعي حين ينسون. (بخاري: كتاب العلم باب حفظ العلم ۱۱۸، وكتاب البيوع باب ماجاء في قول الله عزوجل فإذا قضيت الصلوة فانتشروا في الأرض ۲۰۴۷)

”ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہا کرتے تھے اور ہمارے انصاری بھائی اپنے کام کاج میں لگے رہتے تھے اور ابوہریرہ پیٹ بھر کھانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پڑا رہتا تھا، ان مواقع سے حاضر رہتا تھا جب دوسرے نہیں ہوتے تھے اور وہ حدیثیں یاد کرتا تھا جو دوسرے یاد نہیں کرتے تھے۔ اور ایک لفظ میں اس طرح ہے: اور میں صفہ کے دیگر مسکینوں کی طرح ایک مسکین تھا، جب لوگ بھول جاتے تھے تو میں محفوظ رکھتا تھا۔“

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حافظہ کی پختگی کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست بھی کی تاکہ احادیث رسول کو من و عن امت محمدیہ تک پہنچا سکیں۔ صحیح بخاری کی روایت ہے:

قلت: يا رسول الله! إني أسمع منك حديثا كثيراً أنساه، قال: ابسط رداءك فبسطته قال: فغرف بيديه ثم قال: ضم، فضممته فما نسيت شيئا بعد.

(صحيح بخاري: كتاب العلم باب حفظ العلم ۱۱۹)

”میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں آپ سے بہت ساری حدیثیں سنتا ہوں جو میرے ذہن سے نکل جاتی ہیں، فرمایا: اپنی چادر پھیلاؤ، میں نے اپنی چادر پھیلادی، آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس میں کچھ ڈالا، پھر فرمایا: سمیٹ لو، میں نے چادر سمیٹ لی، اس کے بعد سے میں کچھ نہیں بھولا۔“

چنانچہ ان کی شبانہ روز محنت کا نتیجہ تھا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے احادیث کا جو ذخیرہ روایت کیا وہ صحابۂ کرام میں سے کسی سے مروی نہیں۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد (۵۳۷۴) ہے جن میں سے (۹۰۴) احادیث صحیحین کی زینت ہیں۔ (تدريب الراوی ۲/۶۷۵)

ان کے علاوہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مدنی دور کے دس سال تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی، سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے اور آپ کے معمولات زندگی کا بغور مشاہدہ کیا اور (۲۲۸۶) احادیث پر مشتمل ذخیرہ امت کے حوالہ کیا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے آپ کو صاحب النعلین والطہور والوساد کے لقب سے یاد کیا ہے۔ (بخاری: كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ باب مناقب عبدالله بن مسعود رضي الله عنه ۳۷۶۱)

آپ کے خانۂ نبوت میں بکثرت آمد و رفت کا حال یہ تھا کہ صحابی رسول ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قدمت أنا وأخي من اليمن فمكثنا حينا ما نرى ابن مسعود وأمه إلا من أهل البيت من كثرة دخولهم ولزومهم له. (بخاری: كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ باب مناقب عبدالله بن مسعود رضي الله عنه ۳۷۶۳، وكتاب المغازي باب قدوم الأشعريين وأهل اليمن ۴۳۸۴)

”میں اور میرے بھائی دونوں یمن سے آئے، ہم ایک زمانے

تک یہی سمجھتے رہے کہ ابن مسعود اور ان کی والدہ اہل بیت میں سے ہیں کیونکہ ان کا بکثرت نبی ﷺ کے یہاں رہنا اور آنا جانا ہوتا تھا۔"

آپ سے مروی (۸۴۸) احادیث پر مشتمل ذخیرہ کتب احادیث میں موجود ہے۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا جو ہجرت کے بعد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری سانس تک آپ کی رفیقۂ حیات رہیں، شب و روز کے معمولات زندگی کا آپ سے زیادہ واقف کار کون ہوسکتا ہے۔ آپ کا معمول تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث سنتی تھیں، اگر ان کے سمجھنے میں کچھ دشواری ہوتی تھی تو خود آپ سے سوال کر کے اپنا اشکال دور کرتی تھیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

أن عائشة زوج النبی ﷺ كانت لاتسمع شيئا لاتعرفه إلا راجعت فيه حتى تعرفه وأن النبی ﷺ قال: من حوسب عذب قالت عائشة: فقلت أو ليس يقول الله تعالىٰ: "فسوف يحاسب حسابا يسيراً" قالت فقال: إنما ذلک العرض ولكن من نوقش الحساب يهلک. (بخاری: کتاب العلم باب من سمع شيئاً فراجع حتى يعرفه ۱۰۳)

"عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ رسول اگر کوئی ایسی بات سنتی تھیں جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی تو آپ سے استفسار کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کا حساب ہوگا اسے عذاب ہو کر رہے گا۔" عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے سوال کیا: اللہ تعالیٰ تو (اصحاب یمین کے بارے میں) فرماتا ہے ایسے لوگوں سے آسان حساب لیا جائے (گویا کہ اصحاب یمین کو بھی عذاب ہوگا) فرماتی ہیں: اس پر آپ نے جواب دیا: 'اس (حساب یسیر) سے مراد عرض اور اعمال کی پیشی ہے البتہ جس سے حساب میں ردوقدح ہوئی وہ ہلاک ہوکر رہے گا۔"

ذخیرۂ حدیث میں آپ سے روایت کردہ احادیث کی تعداد (۲۲۱۰) تک پہنچتی ہے۔

۲- بہت سے وہ صحابۂ کرام جو اپنی زراعت و تجارت کی مشغولیات اور مسجد نبوی سے فاصلہ پر آباد ہونے کی وجہ سے روزانہ آپ کی خدمت میں حاضری سے معذور تھے، انھوں نے اس مقصد سے کہ احادیث رسول میں سے کچھ فوت نہ ہوجائے آپس میں باری مقرر کر رکھی تھی، جس کا اندازہ عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتا ہے:

كنت أنا وجار لي من الأنصار في بني أمية بن زيد - وهي من عوالي المدينة- وكنا نتناوب النزول على رسول الله ﷺ ينزل يوما وأنزل يوما، فإذا نزلت جئته بخبر ذلک اليوم من الوحي وغيره وإذا نزل فعل مثل ذلک. (بخاری: کتاب العلم باب التناوب فی العلم ۸۹)

"میں اور میرے ایک پڑوسی عوالی مدینہ میں بنوامیہ بن زید کے قبیلہ میں سکونت پذیر تھے اور ہم دونوں باری باری نبی ﷺ کے پاس جایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ جاتے تھے اور ایک روز میں جاتا تھا، جب میں جاتا تو اس دن کی ساری خبریں وحی وغیرہ کی آکر انھیں بتاتا اور جب وہ جاتے تو وہ آکر بتاتے۔"

۳- وہ لوگ جو مدینہ سے فاصلہ پر آباد تھے وہ اپنے وفود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کرتے تھے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیمات حاصل کر کے اپنی قوم میں جاکر انھیں عام کیا کرتے تھے، جن میں ایک قبیلہ عبدالقیس کا وفد ہے جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

احفظوه وأخبروه من وراء كم. (بخاری: کتاب العلم باب تحريض النبی ﷺ وفد عبدالقيس... ۸۷)

"یہ باتیں اچھی طرح سے ذہن نشین کرلو اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں انھیں بتادو۔"

قبیلہ سعد بن بکر کے ضمام بن ثعلبہ جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا:

آمنت بما جئت به وأنا رسول من ورائي من قومي. (بخاری: کتاب العلم باب القراءة والعرض على المحدث ۶۳)

''جو تعلیمات آپ لے کر آئے ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور میری قوم کے جو لوگ میرے پیچھے ہیں میں ان کے پاس آپ کا قاصد بن کر جاؤں گا۔''

اور مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کا وفد جس سے آپ نے فرمایا تھا:

ارجعوا إلى أهليكم فأقيموا فيهم وعلموهم ومروهم. (بخاری: کتاب الأذان باب الأذان للمسافرين ۶۳۱)

''اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، ان کے درمیان رہو، انھیں تعلیم دو اور امر (بالمعروف) کرو۔''

۴- کچھ صحابۂ کرام ایسے بھی تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو لکھا بھی کرتے تھے اور یہ عمل نبی ﷺ کے علم اور اجازت سے انجام پاتا تھا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما من أصحاب النبى ﷺ أحد أكثر حديثا عنه منى إلا ما كان من عبدالله بن عمرو فإنه كان يكتب ولا أكتب. (بخاری: کتاب العلم باب كتابة العلم ۱۱۳)

''اصحابِ رسول میں کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ سے زیادہ روایتیں کرنے والا نہیں، سوائے عبداللہ بن عمرو کے کیونکہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔''

اسی طرح عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے بہ سند صحیح مروی ہے:

كنت أكتب كل شىء أسمع من رسول الله ﷺ أريد حفظه فنهتنى قريش وقالوا: أتكتب كل شىء تسمعه رسول الله ﷺ بشر يتكلم فى الغضب والرضا فأمسكت عن الكتاب فذكرت ذلك للنبى ﷺ فأوما بأصبعه إلى فيه فقال: اكتب فو الذى نفسى بيده مايخرج منه إلا حق. (ابوداؤد: کتاب العلم باب کتابۃ العلم ۳۶۴۶)

''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا سب لکھ لیا کرتا تھا، تا کہ اسے یاد کرسکوں۔ قریش کے لوگوں نے مجھے اس عمل سے منع کیا اور کہا: تم سب کچھ لکھ لیا کرتے ہو؟!! جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں کچھ باتیں غضب کی حالت میں کہتے ہیں، کچھ باتیں رضا کی حالت میں کہتے ہیں، چنانچہ میں نے لکھنا بند کردیا۔ اس کا تذکرہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منھ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: لکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس سے حق کے علاوہ اور کچھ نہیں نکلتا۔''

فتح مکہ کے موقع سے آپ کے خطبہ کو تحریر کرانے کے مطالبہ کو نبی ﷺ نے شرف قبولیت سے نوازا۔ (بخاری: کتاب العلم باب کتابة العلم ۱۱۲)

اسی طرح مرض الموت میں سخت بیماری کے عالم میں نبی ﷺ نے بعض اہم امور کو حیطۂ تحریر میں لانے کے لیے لوح و قلم منگوائے جسے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے:

لما اشتد بالنبى ﷺ وجعه قال: ائتونى بكتاب أكتب لكم كتاباً لا تضلوا بعده. (بخاری: کتاب العلم باب کتابة العلم ۱۱۴)

''جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہوگئی تو آپ نے فرمایا: لکھنے کے لیے کچھ لے آؤ، میں تمھیں ایک تحریر لکھ کردوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔''

یہ وہ مختلف اسالیب تھے جو عہد رسالت میں سنت کی حفاظت کے لیے اپنائے گئے۔ ان نصوص سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ عہد رسالت ہی سے کتابت حدیث کا آغاز ہو چکا تھا، گرچہ اس دور میں اصل اعتماد حافظہ پر تھا بلکہ ایک عرصہ میں نبی ﷺ نے قرآن کے علاوہ دیگر چیزوں کو لکھنے سے منع کردیا تھا تا کہ الٰہی معجزہ قرآن مجید کسی دیگر کلام سے خلط ملط نہ ہوسکے:

عن أبى سعيد الخدرى رضى الله عنه قال: إن النبى ﷺ قال: لاتكتبوا عنى شيئا إلا القرآن ومن كتب عنى شيئا غير القرآن فليمحه. (مسلم: کتاب الزهد باب التثبت فى الحديث ۳۰۰۴)

''قرآن کے علاوہ مجھ سے اور کچھ نہ لکھو جس نے قرآن کے علاوہ کچھ اور لکھ رکھا ہو وہ اسے مٹادے۔''

وفات رسول کے بعد صحابہ مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔

ابوہریرہ اور ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے مدینہ کو اپنا مسکن بنایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فیض مکہ میں جاری تھا۔ عبداللہ بن مسعود، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کوفہ میں آباد ہوئے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا انتخاب کیا۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ مصر میں جاکر آباد ہوئے۔ یہ صحابۂ کرام جس علاقے میں تھے منارۂ نور تھے۔ مختلف مقامات سے لوگ طلب علم کے لیے ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ مختلف پیش آمدہ مسائل میں لوگ ان سے مسئلہ دریافت کیا کرتے تھے جن میں وہ نبوی تعلیمات کے مطابق فیصلے کرتے تھے اور لوگوں کو احادیث رسول سے آگاہ کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اگر کسی صحابی کے پاس چند حدیثیں یا صرف ایک ہی حدیث ہوتی تھی تو فرمان رسول: "بلغوا عني ولو آية" (بخاری: كتاب أحاديث الأنبياء ۳۴۶۱) (میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی سہی) کی تعمیل میں اسے امت تک نقل کرتا تھا، چنانچہ صحابۂ کرام کی ایک بڑی تعداد ہے جن سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔

خود صحابۂ کرام میں باہم ایک دوسرے کے پاس موجود علم حاصل کرنے کی تڑپ اور تمنا ہوا کرتی تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابۂ کرام کے دروازے پر پڑے رہتے تھے تاکہ وہ گھر سے نکلیں تو ان سے علم کی کوئی بات پوچھ سکیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۱)

ابن عباس، مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر نے کریب کو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج کر عصر کے بعد دو رکعت کے سلسلہ میں استفسار کیا جس کا احالہ انھوں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف کردیا۔ (بخاری: كتاب السهو باب إذا كلم وهو يصلي فأشار بيده واستمع ۱۲۳۳)

ایک صحابی صرف ایک حدیث کے سماع یا صرف تاکد کی غرض سے ایک ایک مہینہ کا سفر کرتا تھا۔ صحابی رسول جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ایک مہینہ کا سفر کرکے مدینہ سے شام گئے اور وہاں جاکر صحابی رسول عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنی، جس کا حافظ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں بچا تھا۔ (الرحلة في طلب الحديث ص ۱۱۰)

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے مصر کا سفر عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سننے کی خاطر کیا اور حدیث سننے کے بعد سیدھے مدینہ لوٹ آئے اور اپنے اونٹ سے کجاوہ بھی نہیں اتارا۔ (الرحلة في طلب الحديث ص ۱۱۸)

صحابی رسول براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ليس كلنا يسمع حديث رسول الله ﷺ كانت لنا ضيعة وأشغال ولكن الناس لم يكونوا يكذبون يومئذ فيحدث الشاهد الغائب. (الجامع لأخلاق الراوي ۱/۱۱۷)

"ہم میں سے ہر ایک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں نہیں سن رکھی تھیں، ہماری جائدادیں اور کام کاج تھے، لیکن لوگ جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے، جو لوگ موجود ہوتے تھے غیر موجود لوگوں سے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے۔"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ماكل مانحدثكم سمعناه من رسول الله ﷺ ولكن كان يحدث بعضنا بعضا ولايتهم بعضنا بعضاً.

(الجامع لأخلاق الراوي ۱/۱۱۷)

"جو حدیثیں ہم تم سے بیان کرتے ہیں وہ سب کی سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی ہیں، لوگ ایک دوسرے سے حدیثیں بیان کیا کرتے تھے اور کوئی کسی کو متہم نہیں سمجھتا تھا۔"

اس طرح صحابۂ کرام نے خود باہم ایک دوسرے سے استفادہ کیا اور میراث نبوت کو اگلی نسلوں تک پہنچایا۔ گرچہ یہ نقل عموماً زبانی ہوا کرتا تھا، لیکن کتابت حدیث کا رواج پہلے سے کہیں زیادہ ہوچکا تھا۔ صحابۂ کرام خود ایک دوسرے کے پاس احادیث لکھ کر روانہ کیا کرتے تھے اور بعض کے اپنے صحائف بھی تھے اور اپنے تلامذہ کو لکھنے کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔

احادیث لکھ کر دوسروں کو روانہ کرنا:

اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں نے احادیث نبویہ اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ تحریر کرکے مروان بن حکم کے پاس روانہ کیے۔

(ملاحظہ ہو: مسند أحمد ۴/۲۲۶)

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بعض احادیث نبویہ لکھ کر عامر بن سعد بن ابی وقاص کے پاس ان کے مطالبہ پر روانہ فرمائیں۔ (ملاحظہ ہو: صحیح مسلم: كتاب الإمارة باب الناس تبع لقريش ۱۸۲۲)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بعض احادیث لکھ کر صحابی رسول انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ فرمائیں۔

(ملاحظہ ہو: مسند احمد ۴/۳۷۰-۳۷۴)

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس موجود احادیث تحریر کر کے اپنے بیٹے سلیمان کے پاس بھیجیں۔ (ملاحظہ ہو: تهذيب التهذيب ۴۰۷/۲، ابو داؤد: كتاب الصلاة باب اتخاذ المساجد في الدور ۴۵۶)

عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے چند احادیث لکھ کر عمر بن عبیداللہ کے پاس روانہ فرمائیں۔ (بخاری: كتاب الجهاد باب الجنة تحت بارقة السيوف ۲۸۱۸)

صحائفِ صحابہ:

صحابۂ کرام کے مختلف صحیفے بھی تھے جو بعد میں ہونے والی تدوین وتصنیف کی اساس قرار پائے، ان میں سے مشہور صحائف درج ذیل ہیں:

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صحیفہ: جس میں زکاۃ کے تفصیلی احکام موجود تھے، جسے انھوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بحرین روانہ کرتے وقت ان کے حوالے کیا تھا۔ (ملاحظہ ہو: بخاری: كتاب الزكاة باب زكاة الغنم ۱۴۵۴)

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا صحیفہ: جس میں دیت اور اس کے علاوہ دیگر احکام موجود تھے، جسے وہ حفاظت کی غرض سے تلوار کی میان میں رکھا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو: بخاری: كتاب العلم باب كتابة العلم ۱۱۱، كتاب الاعتصام باب مايكره من التعمق والتنازع في العلم ۷۳۰۰)

اور ایک بار علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے وقت فرمایا تھا:

ما عندنا كتاب نقرؤه إلا كتاب الله وما في هذه الصحيفة. (بخاری: كتاب الجزية باب ذمة المسلمين وجوارهم واحدة ۳۱۷۲)

''قرآن مجید کے علاوہ ہمارے پاس کوئی کتاب نہیں جسے ہم پڑھتے ہوں سوائے اس صحیفہ کے۔''

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا صحیفہ: جو صحیفہ صادقہ کے نام سے مشہور ہے۔ مجاہد بیان کرتے ہیں: ایک بار میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے بستر کے نیچے سے میں نے ایک صحیفہ نکالا تو انھوں نے مجھے روک دیا۔ میں نے کہا: آپ تو مجھے کوئی چیز اٹھانے سے نہیں روکا کرتے تھے، انھوں نے جواب دیا: یہ صحیفہ صادقہ ہے جسے میں نے بلاواسطہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (تقييد العلم خطيب بغدادی ص۸۴)

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام اپنے صحائف حدیث کی کس طرح حفاظت کیا کرتے تھے۔

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا صحیفہ: ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری فرماتے ہیں: اس کا قلمی نسخہ ترکی کے مکتبہ شہید علی میں موجود ہے۔ (بحوث في تاريخ السنة المشرفة ص ۲۸۸)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا صحیفہ: جو مناسک حج پر مشتمل ہے۔ (ملاحظہ ہو: تذكرة الحفاظ ۴۳/۱)۔ اس کا قلمی نسخہ مکتبہ شہید علی ترکی میں موجود ہے۔ (بحوث في تاريخ السنة المشرفة ص۲۲۸)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا صحیفہ: جس کی روایت ہمام بن منبہ نے ان سے کی ہے جو ۱۳۸/احادیث پر مشتمل ہے اور مطبوع ومتداول ہے۔

تحفظ سنت میں تابعین کی مساعی

صحابۂ کرام کے بعد جب تابعین کا زمانہ آیا تو اس میں کتابت حدیث کا چلن کہیں زیادہ عام ہوگیا، گرچہ صحابۂ کرام اور تابعین کے دور میں بھی ایسے لوگ تھے جو احادیث لکھنے سے اجتناب کرتے تھے اور اپنے طلبہ کو منع بھی کرتے تھے۔ ابونضرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تھا:

ألا نكتب مانسمع منك؟ قال: أتريدون أن تجعلوها مصاحف، إن نبيكم ﷺ كان يحدثنا

فنحفظ فاحفظوا کما کنا نحفظ. (جامع بیان العلم وفضله ۱/۲۷۳ اسناده صحیح)

''جو کچھ ہم آپ سے سنتے ہیں اسے لکھ نہ لیں؟ کہا: کیا تم اسے مصاحف بنانا چاہتے ہو، تمہارے نبی ہم سے حدیث بیان کرتے تھے تو ہم اسے یاد کرلیا کرتے تھے تو جیسے ہم یاد کرتے تھے ویسے ہی تم بھی یاد کیا کرو۔''

محمد بن سیرین کہتے ہیں:

قلت لعبیدة: أکتب ما أسمع منک؟ قال: لا، قلت: إن وجدت کتاباً أقرأه علیک؟ قال: لا. (جامع بیان العلم وفضله ۱/۲۸۴ إسناده صحیح، تقیید العلم ص ۴۵-۴۶)

''میں نے عبیدہ سے کہا: جو کچھ میں آپ سے سنتا ہوں اسے لکھ لیا کروں؟ کہا: نہیں، میں نے کہا: اگر مجھے کوئی کتاب مل جائے تو آکر آپ سے اسے پڑھ سکتا ہوں؟ کہا: نہیں۔''

جو صحابۂ کرام یا تابعین عظام کتابت حدیث سے اجتناب کرتے تھے اس کے کچھ اسباب تھے، جس کا تذکرہ ابن عبدالبر، خطیب بغدادی وغیرہ نے کیا ہے۔

ابن عبدالبر اپنی کتاب جامع بیان العلم وفضله میں فرماتے ہیں:

من کره کتاب العلم إنما کرهه لوجهین:

۱- أن لا یتخذ مع القرآن کتاب یضاهی به.

۲- لئلا یتکل الکاتب علی ماکتب فلا یحفظ فیقل الحفظ. (جامع بیان العلم وفضله ۱/۲۹۲)

''جن لوگوں نے کتابت حدیث کو ناپسند کیا اس کے دو اسباب تھے: ۱-قرآن کے ساتھ اس کی ہمسر کوئی دوسری کتاب تیار نہ ہو۔ ۲-حدیث لکھنے والے اسی پر تکیہ نہ کر بیٹھیں اور حفظ کرنا چھوڑ دیں اور اس طرح حفظ کم ہوجائے۔''

خطیب بغدادی فرماتے ہیں:

فقد ثبت أن کراهة من کره الکتاب من الصدر الأول إنما هی لئلا یضاهی بکتاب الله تعالی غیره أو یشتغل عن القرآن بسواه... ونهی عن کتب العلم فی صدر الإسلام وجدته لقلة الفقهاء فی ذلک الوقت والممیز بین الوحی وغیره لأن أکثر الأعراب لم یکونوا فقهوا فی الدین ولاجالسوا العلماء العارفین فلم یؤمن أن یلحقوا مایجدون من الصحف بالقرآن ویعتقدوا أن ما اشتملت علیه کلام الرحمن. (تقیید العلم: ص ۵۷)

''یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ صدر اوّل میں جن لوگوں نے کتابت حدیث کو ناپسند کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن کے ہمسر کوئی دوسری کتاب نہ ہو، یا قرآن کو چھوڑ کر لوگ دوسری چیز میں مشغول نہ ہوں... اور ابتدائے اسلام میں کتابت حدیث سے منع کردیا گیا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت فقہاء اور وحی و غیر وحی میں تمیز کرنے والے کم تھے، کیونکہ اکثر بدو لوگ فقہ فی الدین سے ناآشنا تھے اور علماء عارفین کی ہم نشینی بھی انھیں حاصل نہ تھی، لہٰذا بعید نہ تھا کہ جو صحیفے انھیں ملتے اسے قرآن سے ملادیتے اور اسے کلام الٰہی تصور کرتے۔''

اور سیوطی فرماتے ہیں:

اعلم أن الآثار کانت فی عصر الصحابة وکبار التابعین غیرمدونة ولا مرتبة لسیلان أذهانهم وسعة حفظهم ولأنهم کانوا نهوا أولاً عن کتابتها کما فی حدیث مسلم خشیة اختلاطها بالقرآن، ولأن أکثرهم کان لایحسن الکتابة. (البحر الذی زخر ۲/۴۸۴-۴۸۵)

''یہ بات ذہن میں رہے کہ آثار واحادیث صحابۂ کرام اور کبار تابعین کے زمانہ میں مدون ومرتب نہیں تھے، کیونکہ ان کے ذہن میں سیلانی تھی حافظہ میں وسعت تھی اور قرآن سے اختلاط کے خدشہ سے انھیں ابتداءً کتابت حدیث سے منع بھی کردیا گیا تھا جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے، مزید یہ کہ ان میں سے بیشتر لوگ کتابت میں مہارت نہیں رکھتے تھے۔''

لیکن جوں جوں زمانہ گزرتا رہا کتابت حدیث کا دائرہ بڑھتا گیا، یہاں تک کہ کتابت حلقات علم کا لازمی جز قرار پائی، جس کے مختلف اسباب تھے:

۱- انتشار الروایات وطول الأسانید وکثرة

أسماء الرواة و كناهم و أنسابهم.

٢ - موت كثرة حفاظ السنة من الصحابة و كبار التابعين فخيف بذهابهم أن يذهب كثير من السنة.

٣- ضعف سلسلة الحفظ مع انتشار الكتابة بين الناس و كثرة العلوم المختلفة.

٤- ظهور البدع والأهواء وفشو الكذب، فحفاظا على السنة وحماية لها من أن يدخل فيه ماليس فيها شرع فی تدوينها.

٥- زوال كثيرمن أسباب الكراهة.

(تدوین السنة زهرانی)

''١- روایات کے دائرہ کی وسعت، اسانید کی طوالت اور راویوں کے نام نسب اور کنیت کی کثرت۔

٢- صحابہ اور کبار تابعین میں سے بہت سے حفاظ حدیث کا دنیا سے اٹھ جانا، لہٰذا یہ خطرہ پیدا ہونے لگا کہ ان کے ساتھ سنت کا اچھا خاصا سرمایہ مدفون نہ ہو جائے۔

٣- لوگوں کے درمیان کتابت کا چلن، علوم کی کثرت اور لوگوں کے یہاں حفظ کے ملکہ کی کمزوری۔

٤- مختلف بدعتوں کا ظہور، جھوٹ کا چلن، لہٰذا تدوین سنت کا آغاز کیا گیا تاکہ سنت کو محفوظ کیا جا سکے اور سنت کے نام پر اس میں داخل ہونے والی چیزوں سے اسے بچایا جا سکے۔

٥- کراہت کے بہت سارے اسباب کا زائل ہونا۔''

چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کتابت حدیث کے اس عمومی رواج کا سبب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

إنما اتسع الناس فی كتب العلم وعولوا على تدوينه فی الصحف بعد الكراهة لذلک لأن الروايات انتشرت والأسانيد وأسماء الرجال و كناهم وأنسابهم كثرت والعبارات بالألفاظ اختلفت فعجزت القلوب عن حفظ ماذكرنا وصار علم الحديث (؟) فی هذا الزمان أثبت من علم الحافظ. (تقييد العلم ص ٦٤-٦٥)

''کراہت کے بعد لوگوں نے کتابت حدیث کا کام زور وشور سے کیا اور اس پر اعتماد کیا کیونکہ روایات کا دائرہ بڑھ گیا، سلسلہ اسانید لمبا ہونے لگا، راویوں کے نام ان کے نسب ان کی کنیتیں روز بروز بڑھتی گئیں، الفاظ کی تعبیرات میں اختلاف ہونے لگا، لہٰذا ان سارے امور کی یادداشت سے دل و دماغ عاجز ہو گئے اور حفظ کے مقابلہ کتابت کا علم اس زمانہ میں زیادہ پائیدار مانا گیا۔''

ابن الصلاح فرماتے ہیں:

اختلف الصدر الأول رضی الله عنهم فی كتابة الحديث فمنهم من كره كتابة الحديث والعلم وأمروا بحفظه ومنهم من أجاز ذلک... ثم إنه زال ذلک الخلاف وأجمع المسلمون على تسويغ ذلک وإباحته ولولا تدوينه فی الكتب لدرس فی الأعصر الأخيرة. (علوم الحديث ص ١٨١-١٨٣)

''صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین کتابت حدیث کے سلسلہ میں اختلاف تھا۔ بعض لوگ اسے ناپسند کرتے تھے اور احادیث یاد کرنے کی تاکید کرتے تھے اور بعض اجازت دیتے تھے، پھر یہ اختلاف ختم ہو گیا اور تمام مسلمانوں کا کتابت حدیث کے جواز پر اجماع ہو گیا اور اگر حدیث کو مدون نہ کیا گیا ہوتا تو آخری ادوار میں ختم ہو گئی ہوتی۔''

چنانچہ عہد تابعین میں بے شمار احادیث کے صحیفے تحریر کیے گئے جن میں سے چند بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں:

١- صحیفہ یا صحف سعید بن جبیر تلمیذ ابن عباس۔

٢- صحیفہ بشیر بن نھیک جسے انھوں نے ابو ہریرہ وغیرہ سے لکھا تھا۔

٣- صحف مجاہد بن جبر تلمیذ ابن عباس۔

٤- صحیفہ ابوالزبیر محمد بن مسلم بن تدرس المکی تلمیذ جابر بن عبداللہ۔

٥- صحیفہ زید بن ابی انیسہ الرہاوی۔

٦- صحیفہ ابو قلابہ جس کی وصیت انھوں نے ایوب سختیانی کے لیے کی تھی۔

٧- صحیفہ ایوب بن ابی تمیمہ السختیانی۔

٨- صحیفہ ہشام بن عروہ بن زبیر۔

یہ اور ان کے علاوہ دیگر صحائف تھے جو بعد کے ادوار میں ہونے والی تصانیف کی اساس قرار پائے۔

یہ تمام شواہد اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ کتابت حدیث اور اسے ضبط تحریر میں لانے کا کام عہد صحابہ و تابعین میں جاری و ساری تھا اور اس سے تردید ہوتی ہے ان حضرات کی جن کا کہنا یہ ہے کہ

فبعد انقضاء فترة زمنية طويلة تقدر بـ(١-٥ء١) قرن بدأ تدوين الحديث بعد أن تراكم عليه غبار النسيان. (مسيرة تدوين الحديث: محمد صادق نجمی)

''ایک لمبا زمانہ گزرنے کے بعد جو تقریباً ایک یا ڈیڑھ صدی پر محیط ہے، تدوین حدیث کا آغاز ہوا جبکہ اس پر نسیان کی تہہ بہ تہہ دھول جم گئی تھی۔''

اور اگر لوگ اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے ہوئے روایت کرتے تھے تو انھیں اللہ سبحانہ تعالیٰ نے غضب کا حافظہ بھی عطا فرمایا تھا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے:

دعا بعض الأمراء أبا هريرة وسأله أن يحدث وقد خبأ الأمير كاتبا حيث لايراه أبوهريرة، فجعل أبوهريرة يحدث والكاتب يكتب، ثم بعد سنة دعا الأمير أبا هريرة ودس رجلا ينظر في تلك الصحيفة وسأل أباهريرة عن تلك الأحاديث فجعل يحدث والرجل ينظر في الصحيفة فما زاد و لانقص ولا قدم ولا أخر. (رواه الحاكم في المستدرك ۵۱۰/۳ وصححه ووافقه الذهبي)

''کسی امیر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے احادیث بیان کرنے کی درخواست کی اور امیر نے کسی کاتب کو چھپا رکھا تھا جو ابو ہریرہ کی نگاہوں سے اوجھل تھا، ابو ہریرہ نے احادیث بیان کرنا شروع کیں اور کاتب نے ان تمام احادیث کو لکھ لیا، پھر ایک سال بعد امیر نے دوبارہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہی احادیث دوبارہ سنانے کی درخواست کی اور ایک شخص کو لگا دیا جو کتاب میں دیکھ رہا تھا، چنانچہ انھوں نے نہ تو کہیں زیادتی کی نہ کمی، نہ تقدیم کی نہ تاخیر۔''

اسی طرح ابن شہاب زہری کے بارے میں آتا ہے:

إن هشام بن عبد الملك سأل الزهري أن يملي على بعض ولده شيئا فأملى عليه أربع مائة حديث، ثم لقي هشاما بعد شهر ونحوه فقال للزهري: إن ذلك الكتاب ضاع فدعا الكاتب فأملاها عليه ثم قابل بالكتاب الأول فما غادر حرفاً واحداً. (تذكرة الحفاظ ۱۱۰/۱)

''خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے امام زہری سے درخواست کی کہ میرے بیٹے کو کچھ احادیث املا کرادیں، چنانچہ انھوں نے چار سو حدیثیں املا کرادیں۔ تقریباً ایک ماہ بعد زہری کی ہشام سے ملاقات ہوئی تو زہری سے عرض کیا: وہ کتاب تو کھوگئی، چنانچہ انھوں نے کاتب کو بلایا اور دوبارہ وہی حدیثیں املا کرادیں۔ بعد میں دونوں کتابوں کا موازنہ کیا گیا تو دونوں میں ایک حرف کا فرق بھی نہیں ملا۔''

زہری خود فرماتے ہیں:

ما استعدت حديثا قط ولا شككت في حديث إلا حديثا واحداً فسألت صاحبي فإذا هو كما حفظت. (تذكرة الحفاظ ۱۱۱/۱)

''میں نے کبھی استاد سے دوبارہ حدیث سنانے کی درخواست نہیں کی اور کبھی کسی حدیث کے بارے میں شک نہیں ہوا سوائے ایک حدیث کے، میں نے جب اپنے ساتھی سے پوچھا تو حدیث ویسے ہی نکلی جیسے میں نے یاد کی تھی۔''

تدوین حدیث کا مرحلہ:

ابھی تک جو کوششیں ہوئیں انھیں ہم کتابت حدیث کا نام دے سکتے ہیں، باقاعدہ تدوین حدیث کے عمل کا آغاز کسی اور ہی شخصیت کا منتظر تھا، گرچہ تدوین حدیث کا فکرہ اس سے پہلے بھی آیا لیکن پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکا۔

چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے جیسا کہ عروہ بن زبیر نقل کرتے ہیں:

ان عمر بن الخطاب أراد أن يكتب السنن فاستشار في ذلك أصحاب رسول الله ﷺ فأشاروا عليه أن يكتبها فطفق عمر يستخير الله فيها شهراً، ثم

أصبح وقد عزم الله له، فقال: إني كنت أردت أن أكتب السنن وإني ذكرت قوماً كانوا قبلكم كتبوا كتباً فأكبوا عليها وتركوا كتاب الله تعالىٰ وإني والله لاألبس كتاب الله بشيء أبداً. (تقييد العلم ص ۴۹، الطبقات الكبرى ۳/۲۸۶-۲۸۷، جامع بيان العلم وفضله ۱/۲۷۵، قال محقق الجامع إسناده ضعيف والأثر صحيح)

''عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے احادیث کو تحریر کرانے کا ارادہ فرمایا اور اس سلسلہ میں صحابۂ کرام سے مشورہ کیا تو انھوں نے کتابت کا مشورہ دیا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ایک ماہ تک استخارہ کرتے رہے، پھر ایک صبح اللہ تعالی نے ان کے دل کو ایک بات پر جمادیا۔ انھوں نے کہا: میں نے احادیث تحریر کرانے کا ارادہ کیا تھا، پھر مجھے یاد آیا کہ تم سے پہلے کچھ امتیں تھیں انھوں نے کتابیں لکھیں اور انھیں پر منحصر ہو گئے اور کتاب الٰہی کو ترک کر دیا۔ اللہ کی قسم میں کتاب اللہ کو کسی اور چیز سے خلط ملط نہیں کرسکتا۔''

اس سلسلہ کی دوسری کوشش عبدالعزیز بن مروان امیر مصر کی طرف سے ہوئی۔

یزید بن ابی حبیب بیان کرتے ہیں:

أن عبد العزيز بن مروان كتب إلى كثير بن مرة الحضرمي وكان قد أدرك بحمص سبعين بدريا من أصحاب رسول الله ﷺ كتب إليه أن يكتب إليه بما سمع من أصحاب رسول الله ﷺ من أحاديثهم إلا حديث أبي هريرة فإنه عندنا. (الطبقات الكبرى ۷/۴۴۸)

''عبدالعزیز بن مروان نے کثیر بن مرہ حضرمی کو لکھا - جن کی حمص میں ستر بدری صحابہ سے ملاقات ہوئی تھی - لکھا کہ اصحاب رسول سے جو احادیث آپ نے سن رکھی ہیں وہ میرے پاس لکھ کر بھیج دیں سوائے ابو ہریرہ کی احادیث کے کیونکہ وہ ہمارے پاس پہلے سے موجود ہیں۔''

اس اثر سے اندازہ ہوتا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کو بالاستیعاب لکھ رکھا تھا اور دوسرے صحابۂ کرام کی احادیث کو جمع کر کے اپنے پاس بھیجنے کا حکم دیا تھا، لیکن قطعیت کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ عمل پایۂ تکمیل کو پہنچا یا نہیں۔

تدوین حدیث کی جامع کوشش کا سہرا عبدالعزیز بن مروان کے صاحب زادے خلیفۂ راشد عمر بن عبدالعزیز بن مروان کے سر بندھنا تھا، چنانچہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور حکومت میں مختلف اقطار کے علماء کو یہ حکم صادر فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جمع کریں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے:

عن عبدالله بن دينار قال: كتب عمر بن عبد العزيز إلى أبي بكر بن حزم: انظر ماكان من حديث رسول الله ﷺ فاكتبه فإني خفت دروس العلم وذهاب العلماء.

(صحيح بخاري: كتاب العلم باب كيف يقبض العلم)

''عمر بن عبدالعزیز نے ابوبکر بن حزم کو لکھا: دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیثیں ملیں انھیں لکھ لو، کیونکہ مجھے ڈر لگ رہا ہے علم کے مٹنے اور علماء کے چلے جانے کا۔''

ابونعیم تاریخ اصبہان میں لکھتے ہیں:

كتب عمر بن عبد العزيز إلى الآفاق: انظروا حديث رسول الله ﷺ فاجمعوه. (فتح الباري كتاب العلم باب كيف يقبض العلم ۱/۲۵۷ قواعد التحديث ص ۷۱)

''عمر بن عبدالعزیز نے مختلف علاقوں میں حکم روانہ فرمایا: دیکھو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیثیں ہوں انھیں جمع کرو۔''

خطیب بغدادی نے عبداللہ بن دینار سے نقل کیا ہے:

كتب عمر بن عبدالعزيز إلى أهل المدينة أن انظروا حديث رسول الله ﷺ فاكتبوه فإني خفت دروس العلم وذهاب أهله. (تقييد العلم ص: ۱۱۶)

''عمر بن عبدالعزیز نے اہل مدینہ کو لکھ بھیجا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث دیکھ کر انھیں لکھ ڈالو مجھے علم اور اہل علم کے فنا ہونے کا خطرہ لگ رہا ہے۔''

ابن شہاب زہری فرماتے ہیں:

أمرنا عمر بن عبدالعزیز بجمع السنن فکتبناها دفتراً فبعث إلی کل أرض له علیها سلطان دفتراً.

(جامع بیان العلم وفضله ۱/۷۶)

''عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں احادیث جمع کرنے کا حکم دیا، چنانچہ ہم نے دفتر کی شکل میں لکھا تو انھوں نے اپنے زیر نگیں تمام علاقوں میں ایک دفتر روانہ فرمایا۔''

اس طرح عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے حکم سے باقاعدہ تدوین حدیث کا آغاز ہوا اور سب سے پہلے احادیث کو مدون کرنے کا کام ابن شہاب زہری نے انجام دیا۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أول من دون الحدیث ابن شهاب الزهری علی رأس المئة بأمر عمر بن عبدالعزیز ثم کثر التدوین ثم التصنیف وحصل بذلک خیر کثیر.

(فتح الباری شرح حدیث رقم ۱۱۳)

''عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے سب سے پہلے حدیث مدون کرنے والے ابن شہاب زہری ہیں جنھوں نے پہلی صدی ہجری کے اخیر میں یہ کام انجام دیا، بعدازاں تدوین اور پھر تصنیف کا ایک سلسلہ چل پڑا اور اس سے بہت فائدہ ہوا۔''

احادیث کی تصنیف وتالیف:

تدوین حدیث کے بعد اگلا مرحلہ تصنیف وتالیف کا آتا ہے۔ تدوین میں مختلف احادیث کو بس یکجا کردیا جاتا ہے اس میں کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہیں ہوا کرتی جبکہ تالیف وتصنیف ایک خاص ترتیب وتبویب پر ہوا کرتی ہے۔

احادیث کی تصنیف وتالیف کا کام تبع تابعین کے زمانہ میں شروع ہوتا ہے۔

تبع تابعین کا یہ دور علوم سنت کی تاسیس کا دور سمجھا جاتا ہے۔ اس دور میں جو کتابیں تالیف کی گئیں وہ موضوعات پر مرتب تھیں جنھیں مؤطا، مصنف، جامع اور سنن کا نام دیا گیا جبکہ کچھ کتابیں کسی خاص عنوان مثلاً جہاد، زہد اور مغازی وغیرہ ناموں سے موسوم تھیں۔

اس دور کی تصنیفات میں احادیث رسول کے ساتھ صحابہ کے اقوال اور تابعین کے فتاویٰ بھی درج کیے جاتے تھے۔

اس دور میں جن لوگوں نے سب سے پہلے تصنیف وتالیف کا کارنامہ انجام دیا ان میں درج ذیل حضرات کے نام قابل ذکر ہیں:

ہشام بن حسان	(م ۱۴۷ھ)	بصرہ
ابومحمد عبدالملک بن جریج	(م ۱۵۰ھ)	مکہ
محمد بن اسحاق	(م ۱۵۱ھ)	مدینہ
معمر بن راشد	(م ۱۵۳ھ)	یمن
سعید بن ابی عروبہ	(م ۱۵۶ھ)	بصرہ
عبدالرحمٰن بن عمرو الاوزاعی	(م ۱۵۶ھ)	شام
محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب	(م ۱۵۸ھ)	مدینہ
الربیع بن صبیح	(م ۱۶۰ھ)	بصرہ
شعبہ بن الحجاج	(م ۱۶۰ھ)	بصرہ
سفیان ثوری	(م ۱۶۱ھ)	کوفہ
حماد بن سلمہ	(م ۱۶۷ھ)	بصرہ
لیث بن سعد	(م ۱۷۵ھ)	مصر

ان میں یہ اختلاف ضرور ہے کہ ان میں سب سے پہلے تصنیف کا سہرا کس کے سر بندھتا ہے۔

ان حضرات کے بعد تصنیف حدیث کے میدان میں جن لوگوں کا نام آتا ہے ان میں:

مالک بن انس	(م ۱۷۹ھ)
عبداللہ بن مبارک	(م ۱۸۱ھ)
یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ	(م ۱۸۳ھ)
ہشیم بن بشیر	(م ۱۸۸ھ)
جریر بن عبدالحمید	(م ۱۸۸ھ
عبداللہ بن وہب	(م ۱۹۷ھ)
وکیع بن الجراح	(م ۱۹۷ھ)
سفیان بن عیینہ	(م ۱۹۸ھ)
عبدالملک بن عبدالرحمٰن الذماری	(م ۲۰۰ھ)

ابوداؤد الطیالسی (م۲۰۴ھ)

عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی (م۲۱۱ھ)

محمد بن یوسف الفریابی (م۲۱۲ھ)

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وجدنا غير واحد من الأئمة تكلفوا من التصنيف مالم يسبقوا إليه منهم هشام بن حسان و عبدالملك بن عبدالعزيز بن جريج وسعيد بن أبى عروبة ومالك بن أنس وحماد بن سلمة وعبدالله بن المبارك ويحيىٰ بن زكريا ابن أبى زائدة، ووكيع بن الجراح وعبدالرحمن ابن مهدى وغيرهم من أهل العلم والفضل صنفوا فجعل الله تبارك و تعالىٰ فى ذلك منفعة كثيرة فنرجولهم بذلك الثواب الجزيل من عند الله لما نفع الله المسلمين به فهم القدوة فيما صنفوا. (العلل ص ۷۳۸)

''بہت سارے ائمہ نے ایسی کتابیں تصنیف کیں جن کی نظیر موجود نہ تھی۔ ان میں ہشام بن حسان، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، سعید بن ابی عروبہ، مالک بن انس، حماد بن سلمہ، عبداللہ بن مبارک، یحیٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، وکیع بن جراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ اہل علم وفضل کے نام آتے ہیں۔ ان حضرات نے کتابیں تصنیف کیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ فوائد ودیعت فرمائے، ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے گا، کیونکہ اس سے مسلمانوں کو بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوا۔ تصنیف کے میدان میں یہی لوگ ہمارے قدوہ ونمونہ ہیں۔''

اس دور کے کم ہی ائمہ ایسے رہے ہوں گے جنھوں نے سنن تصنیف نہ کی ہو۔

(تدوين السنة فى القرون الثالث والرابع للهجرة ۱۷/۱)

تدوین سنت کا سنہری دور:

تیسری صدی ہجری کو علوم اسلامیہ کا عموماً اور علم حدیث کا خصوصاً ''العصر الذہبی'' کہا جاتا ہے۔ اس دور میں حدیث کی وہ کتابیں تصنیف کی گئیں جن پر عام احکام اسلامی کا مدار ہے۔

اسی دور میں وہ عظیم ائمۂ فن پیدا ہوئے جو علم حدیث کا ستون تصور کیے جاتے ہیں۔ احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن المدینی، یحیٰ بن معین، عثمان بن سعید الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدارمی، بخاری، مسلم، ابوزرعہ الرازی، ابوحاتم الرازی اور کتب ستہ کے دیگر مصنفین اسی دور کے روشن چراغ ہیں۔

اس دور میں تدوین حدیث کے امتیازات:

۱- اس سے پہلے تبع تابعین کے دور میں کی گئی تصانیف میں صرف احادیث مرفوعہ پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا تھا بلکہ مرفوع کے ساتھ اقوال صحابہ اور تابعین کے فتاوی بھی ذکر کیے جاتے تھے، جبکہ اس دور کی تصنیفات کو صرف احادیث نبویہ کے لیے خاص کیا گیا۔

۲- سابقہ دور کی کتب حدیث میں صحیح متصل احادیث کے ساتھ ساتھ مراسیل، بلاغات اور منقطع روایتوں کو بھی درج کیا جاتا تھا، لیکن اس دور کی تصانیف کو صرف مسند روایات کے لیے خاص کیا گیا۔

۳- اس دور میں نوع بنوع تصانیف وجود میں آئیں جو سابقہ دور میں موجود نہ تھیں:

(الف) مسانید: جب اس دور میں احادیث رسول کو اقوال صحابہ وتابعین سے جدا کر کے تصنیف کرنے کا رواج پیدا ہوا تو مسانید کے نام سے کتابیں وجود میں آئیں جن میں احادیث نبویہ کو صحابہ کی ترتیب پر جمع کیا گیا، چنانچہ اسد بن موسیٰ (م۲۱۲ھ)، عبیداللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی (م۲۱۳ھ)، مسدد بن مسرہد (م ۲۲۸ھ)، نعیم بن حماد الخزاعی (م ۲۲۸ھ) وغیرہ نے مسند کے نام سے کتابیں تصنیف کیں۔

اور پھر انھیں لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ائمۂ حدیث مثلاً ابوبکر بن ابی شیبہ (م۲۳۵ھ)، اسحاق بن راہویہ (م۲۳۸ھ)، عثمان بن ابی شیبہ (م۲۳۹ھ)، احمد بن حنبل (م۲۴۱ھ) وغیرہ ائمہ کرام نے مسانید کے نام سے کتابیں تصنیف کیں۔ بلکہ جس طرح سابقہ دور کے بارے میں کہا گیا ہے: قل إمام من الأئمة ليس له سنن. (شاید ہی کوئی ایسا امام ہو جس کی سنن نہ ہو۔) اسی طرح اس دور کے بارے میں کہا

گیا ہے: قل إمام من الحفاظ إلا وصنف حديثه على المسانيد." (تدوين السنة فى القرون الثانى والثالث والرابع ۱/۱۲۱۶/۲۰) "شاید ہی کوئی ایسا امام ہو جس نے مسانید پر اپنی احادیث کو جمع نہ کیا ہو۔"

(ب) کتب الصحاح: مختلف ائمہ کرام نے جو مسانید تصنیف کیں ان میں مسند احادیث کے ذکر کا تو التزام تھا لیکن صحت کا التزام نہیں تھا۔ مخالفین کی طرف سے سنت پر حملوں اور حالات کے تقاضہ کے مطابق اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ ایسی کتابیں وجود میں آئیں جن میں صرف صحیح احادیث کے ذکر کا التزام کیا گیا ہو۔ اس کا اظہار بعض ائمہ فن نے بھی کیا، چنانچہ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے ایک مجلس میں فرمایا:

لو جمعتم كتابا لصحيح سنة رسول الله ﷺ.

(هدى السارى ص ۹)

"کاش تم لوگ صحیح احادیث پر مشتمل کوئی کتاب تصنیف کرتے۔"

چنانچہ امام الحفاظ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے دل میں یہ بات گھر کر گئی اور انھوں نے ۱۶ سال کی محنت شاقہ کے بعد **الجامع الصحيح** کے نام سے کتاب لکھی جسے **أصح كتاب بعد كتاب الله** کہا جاتا ہے۔

اور پھر انھیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے شاگرد رشید امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی **الجامع الصحيح** کے نام سے صرف صحیح احادیث پر مشتمل مجموعہ تیار کیا۔

(ج) السنن: مسانید وصحاح کے علاوہ سنن کے نام سے بھی اس دور میں کتابیں لکھی گئیں جن کی ترتیب سابقہ دور کے سنن کی طرح فقہی ترتیب پر رہی لیکن اس دور کے طابع کے اعتبار سے صرف مرفوع احادیث کے لیے مختص تھیں۔

چنانچہ امام ابوداؤد (م ۲۷۵ھ)، امام ترمذی (م ۲۷۹ھ)، امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ)، امام نسائی (م ۳۰۳ھ)، نے سنن کے نام سے کتابیں تالیف کیں جنھیں سنن اربعہ کے نام سے جانا جاتا ہے اور اس طرح اہم مصادر سنت کی وہ کڑی مکمل ہوئی جسے کتب ستہ یا توسعاً صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

تدوین حدیث تیسری صدی ہجری کے بعد:

تیسری صدی ہجری جو علوم سنت کا عصر ذہبی کہلاتا ہے اس دور میں جو کتابیں تصنیف کی گئیں بعد کے عصور میں تدوین سنت کا محور قرار پائیں یا انھیں کے طرز پر کتابیں تصنیف کی گئیں، بعد کے زمانے کی تصانیف کو ہم درج ذیل خانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

(۱) کچھ محدثین نے صحیحین کے طرز پر صحیح احادیث پر مشتمل مجموعہ تیار کیا جن میں درج ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

۱- صحیح ابن خزیمہ (م ۳۱۱ھ)
۲- صحیح ابن حبان (م ۳۵۴ھ)
۳- صحیح ابن السکن (م ۳۵۳ھ)
۴- مستدرک حاکم (م ۴۰۵ھ)

(۲) کچھ حضرات نے سنن کے طرز پر کتابیں تصنیف کیں جن میں درج ذیل نام قابل ذکر ہیں:

۱- المنتقى لابن الجارود (م ۳۰۷ھ)
۲- سنن الدار قطنی (م ۳۸۵ھ)
۳- سنن البیهقی (م ۴۵۸ھ)

(۳) کچھ حضرات نے معاجم کے نام سے کتابیں لکھیں جن میں احادیث کو راویوں کی ترتیب پر جمع کیا گیا اور ان کی ترتیب میں حروف تہجی کا اعتبار کیا گیا۔ اس فن میں طبرانی (م ۳۶۰ھ) کی معاجم ثلاثہ کو شہرت حاصل ہے۔

(۴) کچھ محدثین نے مصادر سنت تسلیم کی جانے والی کتابوں خصوصاً صحیحین پر مستخرجات لکھیں جن میں درج ذیل کتابیں قابل ذکر ہیں:

۱- مستخرج أبی بكر الاسماعیلی (م ۳۷۱ھ) صحیح بخاری پر۔

۲- مستخرج أبی عوانه يعقوب بن اسحاق الاسفرائینی (م ۳۱۶ھ) صحیح مسلم پر۔

۳- مستخرج أبی نعیم الأصبهانی (م ۴۳۰ھ) صحیحین پر مستقل کتابوں میں۔

لیکن ان میں سے اکثر کتابیں مفقود ہیں۔

(۵) کچھ محدثین نے مصادر سنت سمجھی جانے والی کتابوں کو باہم یکجا کرنے کی کوشش کی جنھیں مجامیع کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس صنف میں اہم کتابیں درج ذیل ہیں:

۱- الجمع بين الصحيحين لأبى مسعود الدمشقی (م۴۰۱ھ)

۲- الجمع بين الصحيحين لأبى بكر البرقانی (م۴۲۵ھ)

۳- الجمع بين الصحيحين للحميدى الأندلسى (م۴۸۸ھ) وغیرہ۔

۴- الجمع بين الكتب الستة (الصحيحان والمؤطا والسنن ماعدا ابن ماجه) لعبد الحق بن عبدالرحمن الأشبيلى (م۵۸۱ھ)

۵- جامع الأصول فى أحاديث الرسول لابن الأثير الجزرى. (م۶۰۶ھ)

اس میں چھ کتابوں (صحیحین، مؤطا، سنن ثلاثہ، ابن ماجہ کو چھوڑ کر) کی احادیث کو یکجا کیا گیا ہے۔

۶- جامع المسانيد والسنن لابن كثير (م۷۷۴ھ)

اس کتاب میں کتب ستہ، مسند احمد، مسند ابویعلی، مسند بزار، المعجم الكبير للطبرانى کی احادیث کو یکجا کیا گیا ہے۔

(۶) کتب الزوائد: کچھ محدثین نے مصادر سنت مثلاً کتب ستہ، مسند احمد جیسی کتابوں میں مذکور احادیث کے علاوہ دیگر کتب سنت میں اگر ان سے کچھ زائد احادیث تھیں تو انھیں مستقل کتابوں میں جمع کیا، جس کا سہرا حافظ عراقی رحمہ اللہ کے سر جاتا ہے، جن کے ایماء پر ان کے تین شاگردوں حافظ نور الدین ہیثمی (م۸۰۷ھ) حافظ بوصیری (م ۸۴۰ھ)، حافظ ابن حجر (م۸۵۲ھ) نے اس عظیم کام کو انجام دیا۔

اس صنف میں اہم ترین مصنفات درج ذیل ہیں:

۱- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد للهيثمى (م۸۰۷ھ)، جس میں کتب ستہ پر مسند احمد، بزار، ابویعلی اور معاجم طبرانی ثلاثہ کے زوائد کو جمع کیا گیا ہے۔

۲-مورد الظمآن إلى زوائد صحيح ابن حبان للهيثمى.

۳- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية للحافظ ابن حجر (م۸۵۲ھ)

۴- إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة للبوصيرى (م۸۴۰ھ)

(۷) کتب الموضوعات:

کچھ غیور محدثین نے امت محمدیہ کو موضوع احادیث سے محفوظ رکھنے کے لیے موضوعات پر مشتمل کتابیں تصنیف کیں تاکہ امت حدیث رسول کے نام پر پھیلائے جانے والے ان نصوص سے آگاہ رہے۔ایسی کتابوں کو کتب الموضوعات کے نام سے جانا جاتا ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

۱- الموضوعات لأبى سعيد النقاش (م۴۱۴ھ)

۲- تذكرة الموضوعات لابن طاهر (م۵۰۷ھ)

۳- الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير للجورقانى (م۵۴۳ھ)

۴- الموضوعات لابن الجوزى (م۵۹۷ھ)

۵- الموضوعات للصغانى (م۶۵۰ھ)

۶- اللآلى المصنوعة فى الأحاديث الموضوعة للسيوطى (م۹۱۱ھ)

۷- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة لابن عراق الكنانى (م۹۶۳ھ)

۸- الفوائد المجموعة فى الأحاديث الموضوعة للشوكانى (م۱۲۵۵ھ)

اور اس طرح ایک شخصیت کے اردگرد گھومنے والا علم، علم حدیث جس کی داغ بیل صحابۂ کرام کے ہاتھوں پڑی رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے ایک عظیم الشان مکتبہ کی شکل اختیار کرگیا، جس کی نظیر پیش کرنے سے اقوام عالم قاصر ہیں اور جس پر امت محمدیہ جس قدر ناز کرے کم ہے۔

☆☆☆